Lesson 7: Al-Kahf (Ayaat 100-110): Day 29

سُوْرَۃُ الکھف کی تفسیر

وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا , اسکا تعلق اُس لفظ سے ہے جو آپکو پچھلی آیت کے ساتھ لکھوایا تھا "شرک"۔ تو اس آیت کے آخر پہ لکھ لیں "بدعت"۔

اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

یہ مسلمانوں کی ان نیکیوں کا ذکر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک سے ہٹ کر کرتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے کام کرتے ہیں، بزرگوں کی باتیں، کہاوتیں، نانی، دادی کرتی تھی، اور سوچتے یہ ہیں اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا۔ اس آیت پر مفسرین نے بہت بات کی ہے۔ ہر وہ عمل ہر وہ کام جس پہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی مہر نہیں ہو گی، قیامت کے دن وہ رَدّ کر دیا جائے گا۔ اصلی مہر وہ ہوتی ہے جو کمپنی نے لگائی، نقلی وہ ہے جو اس کو دیکھ کر دوسروں نے لگا لی۔ اصل فرق مہر کا ہوتا ہے۔ جس عمل پہ اللہ اور اس کے رسول کی مہر مل گئی، بِسمِ اللہ، اور جس پہ اللہ اور نبیؐ کی مہر نہیں ہم اُس کام کو نہیں لیں گے۔

جو لوگ اپنی دوڑ دھوپ صرف دنیا کے لیے کرتے ہیں تو وہ کسی موقع پہ قرآن خوانی کے نام پہ لوگوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور اچھا کھانا کھلا کے سوچ لیں ہیں کہ بس کافی نیکیاں کر لیں۔ ایسے لوگ تو دین کو صرف آٹے میں نمک کے برابر لیتے ہیں۔ فرض نمازوں کو اتنی اہمیت نہیں دیں گے لیکن دوسری

راتوں میں جاگ کے سو سو نفل پڑھ لیں گے، اپنی مرضی کی چیزیں پڑھیں گے، لیکن حدیث کی دعائیں یاد نہیں ہو گی۔ اور یہ قرآن پاک کا بہت اہم نکتہ ہے، یہاں پہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہم سب کو یہ بتادیا کوشش تو کررہے ہو، یہ دیکھو کہ ٹھیک بھی ہیں یا نہیں۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ حساب کے پیپر میں انگلش کی چیزیں لکھ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے ہر عمل کو ہماری مرضی سے قبول نہیں کرتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ علم حاصل کیا جائے ٹھیک اور غلط کا علم سے ہی پتہ چلتا ہے جتنا علم سے ملتے جائیں گے اتنا ہی یہ ساری کی ساری چیزیں زندگی میں آسانی سے آجائیں گی۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ ہر وہ عمل جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نہیں ہو گی جہاں وہ سنت سے ثابت نہیں ہو گا تو وہ ریجیکٹڈ ہے، وہ مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قیامت کے دن ریجیکٹ کردیں گے جو سنت کے خلاف ہو گا اور اس کو عربی زبان میں مُحدَث کہتے ہیں۔ سنت کا اپوزیٹ مُحدَث ہے۔ سنت کا معنی پر صُنْعًا یَصْنَعُوْ سے سنت کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یعنی پرانی چیزیں اور اسی سے سلف صالحین بھی ہیں، اور اسی سے اسلاف بھی ہے۔

محدث حدث سے ہے اور اسی سے مراد حدیث بھی ہے اور حدیث بات کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کے دین میں کسی نئی بات کی گنجائش نہیں ہے۔ آج لوگوں نے ایک اور بات نکال لی کہ چونکہ اللہ کے نبیؐ کی احادیث عام فہم نہیں تو اس لیے اماموں کا سہارا لیا گیا ہے۔ یہ سب پراپیگنڈہ ہے۔ تو بدعت کو سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے چیک کرلیں کہ یہ مسنون ہے یا نہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرے۔ آمین

ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں؛

أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهِۦ فَحَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لیے اُن کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے ۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک موٹے تازے جہنمی کو لایا جائے گا اور اس کا وزن تولا جائے گا۔ تو اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہو گا۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی تلاوت کی (صحیح البخاری)

قیامت کے دن نیت ارادے اور سب کچھ چیک کیا جائے گا۔ قیامت کے دن تین طرح کے وزن کئے جائیں گے۔

1۔اس کا نامہ اعمال ۔

2۔وہ انسان خود۔

3۔اور اس کی نیکیاں جو اس نے کی ہوں گی اُنکو بھی مجسم بنایا جائے گا۔ ۔ لہٰذا جہنمی کا کوئی وزن نہیں ہو گا۔ وجہ اس کی یہی ہے۔

ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا۟ وَٱتَّخَذُوٓا۟ ءَايَٰتِى وَرُسُلِى هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ ان کی جزا جہنم ہے اُس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اُس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾

البتّہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، ان کی میزبانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو مطلوب ہیں۔ جنہوں نے ایمان کے تقاضے بھرپور طور پر پورے کیے۔ سنت کے مطابق بھی کیئے اور اُن پہ عمل بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ٹھنڈی چھاؤں والے باغات ہوں گے۔ ہم تو دنیا کی وسعتوں کا اندازہ نہیں لگا سکے تو جنت کی وسعتیں کس کے دماغ میں آسکتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ نچلے درجے کا جنتی اوپر والے جنتی کو ایسے دیکھے گا جیسے آج ہم زمین سے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ یعنی ذرا اوپر دیکھنا پڑے گا۔ لفظ نُزُلًا نزل پہلے کھانے کو کہتے ہیں۔ نزول فرمانا، نازل ہونا۔ پہلا کھانا کتنا خوبصورت کھلایا جاتا ہے۔ حکم بھی ہے کہ پہلے 3 دن ضیافت کے ہوتے ہیں، اس کے بعد اس کو اپنے کھانے میں شامل کر لو۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا اعلیٰ حصہ ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جنت الفردوس کی چھت رحمان کا عرش ہے۔ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ جنت میں سب کچھ ہو گا اتنی نعمتیں، نعمتوں کے باغات ہوگے۔ انکو پانے کے بعد انسان سوچتا ہو گا کہ ہم تو بور ہو جائیں گے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کیا دنیا سے بور ہو گئے۔ کبھی کہا کہ اب تو فوت ہو جانا چاہیئے، اتنا جی لیا۔ تو جنت میں انسان بور نہیں ہو گا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اُس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو اُن کا جی نہ چاہے گا۔

دنیا میں کسی ٹرِپ پر جائیں تو پیکیج کے دن مقرر ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے دن گزرتے ہیں افسوس ہوتا ہے کہ جس اب یہ ختم ہونے والا ہے۔ جنت میں جانے والے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ اس میں رہیں گے لَا يَبْغُوْنَ چاہنا، وہاں سے اکتائیں گے نہیں عَنْهَا اس میں ھا 'جنت' ہے اور وہ ہے حِوَلًا کا لفظ حال سے ہے، معنی بدلنا، عرب لوگ سال کو بھی حول کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں حولین کاملین دو سال ماں بچے کو دودھ پلائے اور لفظ ماحول بھی اسی سے ہے اور لفظ حالات بھی اسی سے ہے۔ کیونکہ یہ بدلتا رہتا ہے۔ جنت ایسی جگہ نہیں ہے جہاں رہتے ہوئے جی اکتا جائے۔ ہمارے ہاں چینج کا نام تفریح ہے۔ جب کہ جنت کا مہمان جگہ ہی نہیں بدلے گا۔ جنت میں اللہ تعالٰی کہتا ہے لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا

آج لوگ کشمیر کو اور سویٹزرلینڈ کو جنّت کہتے ہیں اور اس کو پیراڈائز کا نام دیتے ہیں۔ جنت میں رہنے والے کبھی وہاں سے اکتائیں گے نہیں۔ دنیا میں من پسند چیز مل جائے تو انسان اس پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ یہی زندگی کا فلسفہ ہے۔ جنت کو کوئی چینج نہیں کرے گا۔

اس سورۃ کی آخری دو آیتیں توحید کا بہت بڑا خزانہ ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾

اے محمدؐ، کہو کہ اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں، بلکہ اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا کے جتنے سمندر ہیں، سارے سمندروں کا پانی سیاہی بن جائے لفظ مَدَدًا سیاہی روشنائی کے لیے آتا ہے، م، د، د، اس کا روٹ ہے۔ یعنی پھیلانا، مدت لفظ بھی اسی سے ہے۔ سیاہی جب کاغذ پر رکھی جائے تو وہ پھیل جاتی ہے، اسی سے سیاہی کو عربی زبان میں مَدَدًا کہتے ہیں۔ تھوڑی سی ہوتی ہے مگر بہت زیادہ صفحہ پر پھیل جاتی ہے۔ سورہ لقمان آیت نمبر 27 میں بھی آتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾

زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

جو اللہ کے پاس ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوتا جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، اس آیت کو پڑھتے ہوئے سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیتوں کو بھی ذہن میں لائیں، قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وہاں اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ذکر تھا، اور یہاں اللہ تعالیٰ کی تعریفوں کو کلمات کہا کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمات نہیں بدلتے۔

لفظ کلمہ سے کیا مراد ہے؟

مفسرین کی سب سے پہلی تعریف اس کے بارے میں مراد "قرآن" ہے۔ آگے آئے گا بل هو الکلام اللہ۔ تو کلام واحد ہے کلمات اس کی جمع ہے۔ تو اللہ کے کلمات سے مراد یہاں اللہ کا قرآن ہے۔

پہلی تفسیر یہی ہے کہ قرآن جتنی بار پڑھیں اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایسا گہرا سمندر ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ آپ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ کلمہ سے مراد اللہ کے "کلمۂ کُن"، یعنی 'کُن' کہہ کر اتنا کچھ پیدا کر دیا جس کو شمار نہیں کر سکتے۔ ملین چیزیں ہیں جو انتظار کر رہی ہیں کہ انسان ہم تک پہنچے اور ہمیں ایجاد کرے۔ سبحان اللہ۔ قرآن میں آتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ تم نہیں جانتے تمہارے رب کے لشکر کتنے ہیں اللہ کی مخلوقات کتنی زیادہ ہے پھر انسان کا علم کتنا تھوڑا ہے اب تمہارے رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی اور اللہ کے ناموں کو لیں تو 99 نام تو ہم خود جانتے ہیں۔ اس کے بعد کتنے اور نام اللہ تعالیٰ کے ڈسکور ہوئے۔ دنیا میں اللہ کے نام پر ڈسکوری ہو رہی ہیں اتنے اور رنگ دیکھ رہے ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

اے محمدؐ، کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

اس کا مطلب ہے اخلاص نیت، اس وقت دنیا میں ہم خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

بخاری کی روایت ہے کہ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور اس پر خرچ کرتے ہیں۔

اگر اخلاص نیت نہ ہو تو اس وقت ہمارا یہ پڑھنا جہنم میں ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ سورت کے آخر میں اپنی نیت کو چیک کریں۔ گویا کہ اللہ تعالی نے اس میں وہی پیغام دے دیا جو کہ سورۃ بنی اسرائیل میں بھی دیا تھا؛

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۝۱۱۱ (۱۱۱) اور کہو "تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو" اور اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی۔

وہاں آیت نمبر 111 تھی اور یہاں 110 ہے ان کا مضمون دونوں کا ایک ہی ہے۔ بنی اسرائیل کے آخر میں اللہ کی کبریائی کا اعلان کرنے کا حکم دے کے شرک کی پہلی صورت کو باطل کیا گیا اور یہاں سورۃ کہف کے آخر میں شرک کی دوسری صورت، یعنی مخلوقات میں سے کسی کو اللہ کے برابر کرنے کی نفی کی گئی۔ کبھی فرشتوں کو بنایا گیا اور آج گویا کہ مسلمانوں نے یہ کہہ دیا۔ نعوذ باللہ

وہی جو مستوی ہے عرش پر خدا ہو کر۔۔ اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفی ہو کر

حضرت علی کے بارے میں لوگوں نے کہا.

ہر چند علی کی ذات نہیں ہے خدا کی ذات۔ لیکن نہیں ہے ذات خدا جدا علی سے

اور اس کو آج حلول کہا جاتا ہے۔ ہر مذہب کا یہی خیال ہے کہ اس کے اندر ربّ رہتا ہے۔

غالب ندی میں آتی ہے بوئے دوست۔۔ مشہور حق ہوں جو بندگی تو راب میں

ابو تراب اصل میں حضرت علی کا لقب ہے۔یعنی کہتے ہیں کہ جب میں ابو تراب کی بندگی کرتا ہوں، یعنی حضرت علی کی بندگی کرتا ہوں تو در حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں۔

اسی طرح ہر مذہب کے اندر اوتار، دشم اور کرشنا اس کے اندر ہے۔نو (9) کرشنا تو عیسائیوں کے تھے۔لیکن آج افسوس کی بات کہ دسواں مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو ڈال دیا۔اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہماری آنکھیں کھول دے۔

یہ تھی سورۃ کہف،جو ہم ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں۔اس میں سے عمل کی بہت ساری باتیں ملتی ہیں۔

اس سورت کہف میں انسان کو آنے والے بہت سے فتنوں سے آگاہ کیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ فتنۂ دجال کے مقابلے میں اس کو کیوں پڑھیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ کہف میں ہم نے چار stories پڑھیں۔غار والوں کا قصہ،باغ والوں کا قصہ،موسیٰ اور خضر کا قصہ،اور ذوالقرنین کا قصہ۔

- ♣ غار والوں کا قصہ،مذہب کا فتنہ تھا ۔
- ♣ باغ والوں کا قصہ دولت اور بچوں کا فتنہ تھا ۔
- ♣ موسیٰ اور خضر کا آپس میں علم کا فتنہ تھا۔
- ♣ اور ذوالقرنین میں اتھارٹی یعنی حکومت کا فتنہ تھا۔

اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے اسی صورت کے بیچ میں دے دیا کہ اُن لوگوں کے ساتھ رہیں جو دن رات اللہ کو پکارتے ہیں۔ یہ ایک کامیابی کی کشتی ہے جس میں پانچ چیزیں ہیں۔

عاجزی، اخلاص، آخرت کو یاد رکھنا، دنیا کی زندگی کو جاننا، اچھی دوستی ہوگی تو آپ دنیا کا مقابلہ کر سکیں گے، لوگوں کو اللہ کی طرف بُلائیں گے تو فائدہ ہوگا۔

* باغ والے کے قصے میں ہمیں دنیا کی حقیقت سمجھائی یہ دنیا کچھ نہیں ہے۔

* اور غار والوں کے قصے میں ہمیں پتہ چلا کہ دین پر جماؤ کیسے ہوتا ہے؟

* موسیٰ اور خضر کے قصے میں ہمیں تحمل اور عاجزی نظر آئی ہے۔

* اور تیسری بات حکمران تب اچھے ہوگے جب اخلاص پیدا ہوگا۔

سورۃ کہف اور دجال کا آپس میں تقابل یہ ہے دجال دنیا میں آئے گا تو یہ چاروں ہی فتنے ہونگے۔ وہ لوگوں سے کہے گا میری عبادت کرو، یہ لوگوں کے دین کا فتنہ ہوگا۔ اس کے پاس بہت دولت ہوگی اور وہ آسمان سے بارش برسائے گا یہ دولت کا فتنہ ہوگا۔ لوگوں کو اپنے علم کی بنیاد پر ثابت کرائے گا، خبریں دے گا علم کا فتنہ ہوگا۔ اور پوری دنیا کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہوگا، اتھارٹی کا فتنہ ہوگا۔

ان چاروں فتنوں سے اگر اپنے آپ کو بچانا ہے تو اچھی دوستیاں قائم کریں۔ دنیا کی حقیقت کو سمجھیں اپنے اندر عاجزی لے کر آئیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ جو اس سورت کا حق ادا نہیں کر سکے اس کی توفیق دے۔ ہر جمعے کو یہ مضمون ہمیں سمجھ آجائے کہ دنیا کچھ نہیں ہے۔